السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں مفتیانِ عظام وعلماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ

محمد قدیر اور محمد قسیم موٹرسائیکل پر سوار تھے، محمد قدیر موٹرسائیکل چلا رہا تھا اور قانونی طور پر محمد قدیر اور محمد قسیم روڈ کے کنارے پر اپنے طرف جا رہے تھے یعنی دونوں بسمت شمال جا رہے تھے، محمد قدیر اور محمد قسیم کے موٹر سائیکل کے سامنے گاڑی نمبر 1 جا رہی تھی اور وہ بھی قانوناً روڈ کے درست طرف پر چل رہی تھی۔

کچھ دیر بعد سامنے کی طرف سے گاڑی نمبر ۲ آئی اور وہ بھی اپنی طرف پر تھی، کہ اچانک موٹرسائیکل کے سامنے والی گاڑی نمبر 1 روڈ پر اپنی طرف سے ہٹ کر گاڑی نمبر ۲ والی سائیڈ کی طرف مڑ گئی جسکی وجہ سے سامنے آنے والی گاڑی نمبر ۲ اپنے آپ کو بچاتے ہوئے گاڑی نمبر ۱ کے ساتھ ٹکرا کر موٹرسائیکل کیطرف آگئی (یعنی موٹرسائیکل کی طرف آگئی جس طرف موٹرسائیکل اپنی رفتار سے جا رہی تھی۔) اور آ گئی۔ اس طرف موٹرسائیکل کے ساتھ ٹکرا گئی، جسکی وجہ سے محمد قدیر اور محمد قسیم موقع پر شہید ہو گئے۔ اب سوال یہ ہے کہ

دارالافتاء
فتوی نمبر ۶۲/۱۵۳۱

(۱) محمد قدیر اور محمد قسیم کی شہادت قتل کی اقسام میں سے کونسی قسم میں داخل ہے اور اسکا کیا حکم ہے؟

(۲) اس صورت میں حکم کا تعلق گاڑی نمبر ۲ والے شخص کے ساتھ ہے یا گاڑی نمبر ۱ اور ۲ دونوں کے ساتھ؟ گاڑی نمبر ۲ کا ڈرائیور غیر لائسنس یافتہ تھا۔

(۳) عینی شاہدین کے مطابق گاڑی نمبر ۲ شہر کے حدود میں بڑی تیزی سے آ رہی تھی اور

ڈرائیور کے قابو سے باہر تھی، کیا اس وجہ سے حکم میں کوئی تبدیلی آئی تھی؟

اگر حکم دیت ہو تو

(۴) مقتول محمد قدیر اور محمد قسیم کی صرف نابالغ اولاد رہ گئی اب باقی اولیائے مقتول اگر قاتل کو معاف کرنا چاہے تو کر سکتے ہیں؟

مثالی خاکہ (خاکہ افغانستان کے نزدیک کا ہے اور وہاں ڈرائیونگ دائیں طرف پر ہوتی ہے)

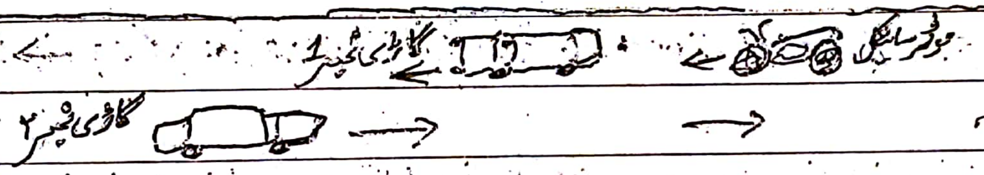

حادثہ سے پہلے کا خاکہ

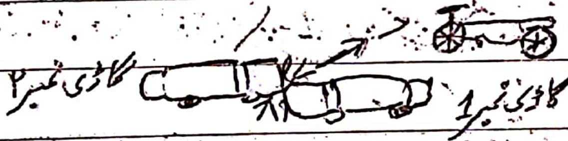

حادثہ کے وقت کا مثالی خاکہ

دار الافتاء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب حامدًا ومصلیًا

(۲،۱)۔۔۔سوال میں ذکر کردہ صورتِ حال اگر درست ہے اور واقعۃً وہی صورت پیش آئی تھی جو سائل نے ذکر کی ہے (کہ گاڑی نمبر ا کے ڈرائیور نے اپنے ہی سمت پر گاڑی چلاتے ہوئے اچانک دوسرے راستے کی طرف گاڑی موڑ دی اور گاڑی نمبر ۲ کا ڈرائیور گاڑی بہت تیز چلا رہا تھا یہاں تک کہ گاڑی اس کے قابو میں نہ تھی)، تو اس تفصیل کے مطابق چونکہ گاڑی نمبر (ا) کے ڈرائیور نے ٹریفک کے قوانین کی خلاف ورزی کرتے ہوئے گاڑی اچانک دوسرے راستے کی طرف موڑ دی تھی اسلئے ایسی صورت میں اگر گاڑی نمبر (۲) کا ڈرائیور بھی ٹریفک قوانین کی خلاف ورزی کرتے ہوئے اپنی گاڑی اس جگہ مقرر کردہ حدِ رفتار سے زیادہ تیز چلا رہا تھا اور لائسنس بھی حاصل نہیں تھا جیسا کہ سوال میں ہے اور نتیجۃً یہ حادثہ پیش آیا اور موٹر سائیکل سوار دونوں افراد ہلاک ہو گئے، تو یہ شرعاً "قتلِ خطاء" کے حکم میں ہے اور چونکہ اس میں دونوں ڈرائیوروں کا قصور ہے اسلئے ہر ڈرائیور پر مقتولین کی نصف، نصف دیت کی ادائیگی لازم ہو گی۔ البتہ اس سلسلہ میں شریعتِ مطہرہ میں اتنی رعایت ہے کہ دیت کی ادائیگی ہر ایک ڈرائیور اور اس کے عاقلہ پر لازم ہو گی۔ نیز ہر ڈرائیور پر ہر قتل کے بدلے کفارہ قتل کے روزے رکھنا بھی لازم ہے۔

کفارۂ قتل، دیت اور عاقلہ کی تشریح درج ذیل ہے:

ا)۔۔۔کفارۂ قتل سے مراد یہ ہے کہ قاتل دو مہینے (ساٹھ دن) مسلسل بلا ناغہ روزے رکھے گا۔

۲)۔۔۔ایک انسانی جان کی دیت سونے کے لحاظ سے ۴٫۳۷۴ کلو گرام یعنی چار کلو تین سو چہتر گرام سونا اور چاندی کے لحاظ سے ۳۰٫۶۱۸ کلو گرام یعنی تیس کلو اور چھ سو اٹھارہ گرام چاندی یا ان میں سے کسی کی موجودہ قیمت ہے۔

۳)۔۔۔عاقلہ سے مراد یہ ہے کہ جب کسی شخص کا تعلق کسی ایسی انجمن یا خاندان سے ہو کہ وہ باہمی امداد کے طور پر اپنے افراد کے مالی تعاون برداشت کرتے ہوں تو وہی انجمن و خاندان شرعی اصطلاح میں اس شخص کے عاقلہ ہیں اور انہی پر دیت کی ادائیگی واجب ہے، لیکن اگر کسی کے عاقلہ نہ ہوں جیسا کہ عام طور پر اس دور میں اس کا وجود نہیں تو اس صورت میں دیت قاتل کے اپنے مال پر واجب ہو گی۔ (ماخذہ التبویب: ۶۸/۱۵۱۵)

نوٹ: یہ حکم سوال میں ذکر کردہ صورتِ حال کے مطابق ہے، واقعہ کی اصل حقیقت اور کسی ڈرائیور کی غلطی ہونے یا نہ ہونے کا فیصلہ عدالت ہی فریقین کے بیانات اور شہادت وغیرہ کے ذریعہ کر سکتی ہے۔

(جاری ہے۔۔۔)

دار الافتاء

Scanned by CamScanner

(۳)۔۔۔جی ہاں، رفتار کی اتنی تیزی کہ جس سے گاڑی قابو میں نہ رہے، اس سے حکم میں فرق آتا ہے اور وہ اس طور پر کہ مذکورہ صورتِ حال میں گاڑی نمبر (۲) کی رفتار اگر اس جگہ مقرر کردہ حدِ رفتار سے بھی زیادہ تیز تھی اور ڈرائیور کو سڑک پر گاڑی چلانے کی قانونی اجازت بھی نہیں تھی تو اس کے ڈرائیور پر نصف دیت اور کفارہ دونوں لازم ہونگے لیکن اگر مقرر کردہ حدِ رفتار کے مطابق تھی اور قانون کے مطابق اسے ڈرائیونگ کی بھی اجازت تھی تو ایسی صورت میں اس گاڑی کے ڈرائیور پر نہ دیت لازم ہوگی اور نہ کفارہ لازم ہوگا۔

(۴)۔۔۔اگر مقتول کے بعض ورثاء بالغ اور بعض نابالغ ہوں، تو دیت کے سلسلے میں صرف بالغ ورثاء اپنا حصہ معاف کر سکتے ہیں، نابالغ کا حصۂ معاف کرنا ان کے اختیار میں نہیں ہے، لہٰذا صورتِ مسئولہ میں نابالغ اولاد کے علاوہ دیگر ورثاء اگر دیت معاف کر دیں تو ایسی صورت میں صرف ان بالغ ورثاء کے حصے کے بقدر دیت معاف ہوگی، بقیہ مقدار ادا کرنا لازم ہوگی۔(التبویب:۱۴۷۷/۶۰)

المبسوط للسرخسي - (ج 26 / ص 345)(باب جناية الراكب)

قال رحمه الله: وإذا سار الرجل على دابة أي الدواب كانت في طريق المسلمين فوطئت إنسانا بيد أو رجل وهي تسير فقتلته فديته على عاقلة الراكب والأصل في هذا أن السير على الدابة في طريق المسلمين مباح مقيد بشرط السلامة بمنزلة المشي فإن الحق في الطريق لجماعة المسلمين وما يكون حقا للجماعة يباح لكل واحد استيفاؤه بشرط السلامة لأن حقه في ذلك يمكنه من الاستيفاء ودفع الضرر عن الغير واجب عليه فيقيد بشرط السلامة ليعتدل النظر من الجانبين ثم إنما يشترط عليه هذا القيد فيما يمكن التحرز عنه دون ما لا يمكن التحرز عنه لأن ما يستحق على المرء شرعا يعتبر فيه الوسع ولأنا لو شرطنا عليه السلامة عما لا يمكن التحرز عنه تعذر عليه استيفاء حقه لأنه لا يمتنع من المشي والسير على الدابة مخافة أن يقتل بما لا يمكن التحرز عنه فأما ما يستطاع الامتناع عنه لو شرطنا عليه صفة السلامة من ذلك لا يمتنع عليه استيفاء حقه وإنما يلزمه به نوع احتياط في الاستيفاء إذا عرفنا هذا فنقول التحرز عن الوطء على شيء في وسع الراكب إذا أمعن النظر في ذلك فإذا لم يسلم كان جانيا وهذه جناية منه بطريق المباشرة لأن القتل إنما حصل بفعله حين كان هو على الدابة التي وطئت فتجب عليه الكفارة وعلى عاقلته الدية

(جاری ہے۔۔۔)

دار الافتاء

Scanned by CamScanner

بحوث في قضايا فقهية معاصرة (1 / 314):

وغاية ما يقال فيه: إنه مسبب للهلاك، فإنه هو الذي سير السيارة في مبدأ الأمر، وبما أنه مسبب، فيشترط لتضمينه التعدي. فإن كان يتعهد السيارة تعهدا معروفا، ويسيرها ملتزما بقواعد المرور سيرا عاديا، فلا ضمان عليه لعدم التعدي، نعم! إن أخل بشرط من هذه الشروط، مثل عدم تعهده للسيارة أو تسييرها مع خلل ظاهر في جهاز من أجهزتها، أو سوقها سوقا عنيفا، فإنه يضمن في كل ذلك، وإن خرجت السيارة من ضبطه، لأنه مسبب لانفلات السيارة بتعديه

الفتاوى الهندية – (ج 6 / ص 24)

وكل دية وجبت بنفس القتل يقضى من ثلاثة أشياء في قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى من الإبل والذهب والفضة كذا في شرح الطحاوي قال أبو حنيفة رحمه الله تعالى من الإبل مائة ومن العين ألف دينار ومن الورق عشرة آلاف وللقاتل الخيار يؤدي أي نوع شاء كذا في محيط السرخسي

درر الحكام شرح غرر الأحكام – (ج 5 / ص 472)

قوله الدية ألف دينار من الذهب وعشرة آلاف من الفضة ومائة من الإبل) الواو بمعنى أو وكلامه يشير إلى أن الواجب أحد الثلاثة سواء كان القتل خطأ أو شبه عمد وبه صرح في شرح المجمع

الجوهرة النيرة – (ج 5 / ص 16)

ثم الدية تجب في قتل الخطأ وما جرى مجراه ،وفي شبه العمد ،وفي القتل بسبب،وفي قتل الصبي ،والمجنون لأن عمدهما خطأ وهذه الديات كلها على العاقلة

الهداية شرح البداية (1/ 176):

وإذا اشترك محرمان في قتل صيد فعلى كل واحد منهما جزاء كامل لأن كل واحد منهما بالشركة يصير جانيا جناية تفوق الدلالة فيتعدد الجزاء بتعدد الجناية وإذا اشترك حلالات في قتل صيد الحرم فعليهما جزاء واحد لأن الضمان بدل عن المحل لا جزاء عن الجناية فيتحد باتحاد المحل كرجلين قتلا رجلا خطأ تجب عليهما دية واحدة وعلى كل واحد منهما كفارة

(جاری ہے۔۔)

دار الافتاء

Scanned by CamScanner

البحر الرائق (23/ 178):

أن عشرة لو قتلوا واحدا خطأ يجب عليهم دية واحدة لاتحاد المحل ، وإن تعدد الفعل

بدائع الصنائع (16/ 324):

ومنها أن يكون العافي عاقلا . (ومنها) أن يكون بالغا ، فلا يصح العفو من الصبي ، والمجنون ، وإن كان الحق ثابتا لهما ؛ لأنه من التصرفات المضرة المحضة فلا يملكانه كالطلاق ، والعتاق ، ونحو ذلك . والله سبحانه وتعالى اعلم بالصواب

ضیاء الحق

ضیاء الحق عفا اللہ عنہ

دار الافتاء جامعہ دار العلوم کراچی

۲۷/ جمادی الثانی ۱۴۳۴ھ

۸/ مئی ۲۰۱۳ء

الجواب صحیح
محمد یعقوب عفا اللہ عنہ
۲۷/۶/۱۴۳۴ھ

الجواب صحیح
احقر محمود اشرف غفر اللہ له
۲۷/۶/۱۴۳۴ھ

مفتی

الجواب صحیح
شاہ محمد تفضل علی عفا اللہ عنہ
۲۷/۶/۱۴۳۴ھ

دار الافتاء
فتوی نمبر ۶۲/۱۵۳۱
مورخہ ۲۷/۶/۱۴۳۴
۸/۵/۲۰۱۳

Scanned by CamScanner